

## مخطوطات، فہرست سازی کی تاریخ

(مسلمہ اصول و ضوابط)

سید محمد شاہ بخاری ☆

اس وقت دنیا میں اسلامی مخطوطات کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق تین ملین (تین لاکھ) سے متجاوز ہے۔ جو دنیا کے متعدد کتب خانوں، عجائب گروں اور نجی ملکیت میں موجود ہیں۔ مراسم سے پاکستان، ترکی سے صومالیہ اور یورپ سے امریکہ تک کے سرکاری اور نجی کتب خانے اب بھی اس عظیم اسلامی ورثے سے محروم ہیں۔ ان مخطوطات تک بعض اوقات رسائی ہوتی ہے اور اکثر الاوقات تک و دو کرنا پڑتی ہے۔ اس کی وجہ مخطوطات سے عدم دلچسپی اور نواقصیت ہے۔ حالیہ سالوں میں مسلمانوں کی انفرادی طور پر مخطوطات کی طرف توجہ مبذول ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں جو سعی و کوششیں ہوئی ہیں وہ دو جہتوں میں نظر آتی ہیں۔ اولاً یہ کہ ان مخطوطات کو یکجا کر دیا جائے تاکہ محققین کو استفادہ کرنے میں دقت نہ ہو۔ مہمدا مخطوطات العربیہ کی تاسیس کی وجہ بھی یہی تھی۔ اس مہم نے مخطوطات کے ساتھ ساتھ حتی الامکان پوری دنیا سے مخطوطات کی کلیاں مائیکرو فلم اور دیگر متعلقہ سلمان جمع کیا، اس مقصد کے لئے ماہرین مخطوطات کو اس ادارے میں مامور کیا۔

دوسری جانب فہرست سازی کا کام شروع ہوا لیکن اس ضمن میں کوئی متفقہ اسلوب نہیں اپنایا گیا۔ ہر فہرست ساز نے اپنا الگ انداز اپنایا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ کتب شناسی سے تعلق نہ رکھنے والے حضرات نے اس فہرست سازی جیسے تحقیقی اور دقیق کام میں قدم رکھا۔ نتیجہ ”جو نماس تیار ہوئیں اغلاط سے پر ہیں۔ فہرست سازی باقاعدہ ایک سائنس ہے اور اس کے اصول و ضوابط ہیں۔ ان اصول و مہلوی سے واقفیت حاصل کئے بغیر فہرست سازی مشکل ہے۔ فہرست سازی میں اتقان عمل، صحت اور واضح منبج نہایت ضروری ہے۔

☆ شعبہ مخطوطات، نیشنل میوزیم آف پاکستان، کراچی

## اسلامی کتب خانے

اسلامی تاریخ میں کتب خانوں کی موجودگی اوائل زمانہ ہی میں مل جاتی ہے۔ معلویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے دمشق میں ایک کتب خانہ بیت الحکمہ کے نام سے قائم کیا۔ خالد ابن یزید ابن معلویہ کا شمار علم کے شیدائیوں اور علماء کے قدردانوں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے عوام الناس کے لئے پہلا مکتبہ علمہ اسلامی دنیا میں متعارف کرایا۔ یونانی اور قبطی زبانوں میں عربی زبان میں تراجم کرائے اور انہیں بیت الحکمت کی زینت بنایا۔ اموی دور کا یہ حصہ علماء اور کتب کی قدردانی و ہمت افزائی کے لئے مشہور ہے۔

عباسی خلفاء میں منصور نے بغداد میں دار الحکمت کے نام سے کتب خانہ قائم کیا۔ انہوں نے حکمت، طب، ہندسہ اور نجوم میں یونانی زبان سے عربی زبان میں کتابوں کا ترجمہ کروایا۔ منصور کے اس علمی مشن کو ہارون الرشید نے آگے بڑھایا اور علمی زبانوں سے عربی زبان میں کتب کا ترجمہ جاری رہا۔ مامون کے زمانے میں اس کا دائرہ کار وسعت اختیار کر گیا۔ مستند علماء کرام کو مخطوطات کی تلاش میں ہر جگہ بھیجا گیا۔ جہاں کہیں کتب کی موجودگی کا پتہ چلتا، منہ مانگے کاموں خرید لی جاتی۔ کتب کے تراجم کے لئے مترجمین کو تمام آسائشیں بہم پہنچائی گئیں۔

بعد کے آنے والے ادوار میں متعدد کتب خانے قائم ہو گئے۔ ان کتب خانوں میں بیت الحکمت، دار الحکمت، دار العلم اور خزائن الکتب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ بیت الحکمت تیسری صدی ہجری کے اواخر میں قیوان میں قائم ہوا۔ چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں دار الحکمت کے نام سے قالمیوں نے قاہرہ میں قائم کیا۔ دار العلم القدس میں اور اسی نام سے ایک اور کتب خانہ الشریف الرضی نے قائم کیا۔ الموکل کے وزیر فتح بن خاقان نے تیسری صدی ہجری کے پہلے نصف میں ایک کتب خانہ قائم کیا۔ اس کتب خانے کے ذخیرہ کی ابن الندیم نے بھی تعریف کی ہے۔ علی ابن یحییٰ النعمان نے قنص کے مضافات میں ایک کتب خانہ بنایا۔ دور دور سے فضلاء و علماء نہ صرف اس کتب خانے سے استفادہ کرتے تھے۔

ایک اور دار العلم جعفر ابن صدان الموصلی (۳۲۳ - ۳۳۳) نے موصل میں قائم کیا جہاں ہر خاص و عام کو آنے کی اجازت تھی۔ دار العلم کے نام سے ایک اور کتب خانہ ساہور ابن اردشیر نے بغداد میں ۳۸۳ میں قائم کیا۔ جس میں دس ہزار سے زیادہ کتب موجود تھیں۔ صوان الحکمت کے نام سے منصور بن نوح السلطانی (۳۲۱) نے بخاری میں بنایا۔ اس کتب خانے میں

کتابوں کا بہترین انتخاب تھا۔ بعمرہ کے قاضی القضاہ (۱۰۶۱/۳۹۹) نے اسی شہر میں ایک دارالعلم کے نام سے کتب خانہ قائم کیا بغداد میں ابن المارستانیہ نے بھی ایک کتب خانہ قائم کیا (۱۰۳۳/۵۹۵) اسپین کے مسلمانوں نے بھی بقی دنیائے اسلام کی تقلید کرتے ہوئے کتب خانے قائم کیے۔ خلیفہ حکم ثانی کتب خانوں سے غیر معمولی شغف رکھتے تھے۔

شہابی کتب خانوں اور عوامی کتب خانوں کے علاوہ مدارس کے اپنے کتب خانے تھے۔ اس سلسلہ میں مدارس کا اپنا اہتمام تھا۔ مدرسہ نظامیہ جو نظام الملک (۱۰۹۲/۳۸۵) نے بنایا تھا، اپنے علمی ذخیرے کی وجہ سے کافی مشہور ہے۔ اسی مدرسہ کی لکھی ہوئی کتب یا اس مدرسہ میں داخل نصاب کتب آج تک مدارس عربیہ و اسلامیہ میں اسی طریقہ پر پڑھائی جاتی ہیں۔ اس مدرسہ کی مناسبت سے اس نصاب کو درس نظامی کہا جاتا ہے۔ خزانا المدرسة المستنصریہ بغداد، خزانا المدرسة الفاضلیہ دمشق، خزانا التریہ الاشرافیہ قائم کردہ الملک الاشراف، موسی بن علول الایوبی (۱۲۳۷/۳۳۵) خزانا المدرسة العادلیہ جو صلاح الدین ایوبی کے بھائی علول (۶۱۸/۱۱۵) نے بنایا اور دیگر متعدد کتب خانے جو اشیلیہ، بادرائیہ، سیفیہ، تنکزیہ، دارالحديث النوریہ دارالحديث الاشرافیہ اور دارالحديث الضیائیہ، مکتبۃ المارستان النوری مکتبۃ الخانقاہ السمسیاطیہ اور ابن البزوری کے مزار کا کتب خانہ، یہ تمام دمشق میں موجود تھے۔

یہ وہ کتب خانے ہیں جو افریقہ و اندلس اور علماء کے خاص کتب خانوں کے علاوہ ہیں۔ ان تمام کتب خانوں میں لاکھوں کی تعداد میں مخطوطات موجود تھے جن کی باقصدہ فہارس بنتی تھیں۔

ابن الحرم نفع الیب، مولف محی الدین کے حوالے سے کہتے ہیں تلیدالخصی بنی مروان کے خاص کتب خانے میں مامور تھے۔ اسی کتب خانے میں متعدد فہارس تھیں جن میں اسماء الکتب کا اندراج ہوتا تھا۔ کل چوالیس فہارس تھیں اور ہر فہرست میں اوراق پر مشتمل ہوتی تھی۔ یہ وہی کتب خانہ ہے جسے اموی خلیفہ الحکم الثانی نے قائم کیا تھا۔ اس کتب خانے کے لئے کتب کی تلاش اور خریداری کے لئے خلیفہ نے ماہرین کتب شناسی اور علماء کرام مامور کیئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ کتب الاصلی لابی الفرج کے لئے انہوں نے ایک ہزار دینار بھیج کر عراق سے اس کا نسخہ منگوا یا۔ علماء کرام اور کتب شناس حضرات کے علاوہ جید خطاط اور صحاف رکھے تھے۔

صاحب ابن عبد کے کتب خانے میں دو لاکھ چھ ہزار مخطوطات کا ذکر ملتا ہے۔ عزیز فاطمی کے کتب خانے میں ۲ لاکھ مخطوطات تھے (اخبار العلماء ۲۷۱) خزانا الوزیر المہلبی میں ایک

## ۱۔ کتب خانوں کی فہارس

اس نوع کی دو فہرستیں ہم تک پہنچی ہیں۔ ان میں سے پہلی فہرست کتب ”خزانة الاشرفیہ“ جو اشرف ایوبی کے مزار دمشق میں ہے۔ عمد ایوبی میں دمشق نے متعدد فنون میں ترقی کی۔ اس زمانے میں ہمیں علماء کی ایک بڑی تعداد دمشق میں نظر آتی ہے۔ کتب خانوں کی بڑی تعداد، تعلیمی اداروں، مسجدوں اور مزارات میں قائم ہوئی۔ ایوبی پادشاہوں میں ملک الاشرف موسیٰ ابن علاء ابی بکر محمد بن ایوب نے اہل علم کی سب سے زیادہ قدر دانی کی۔ اس نے دو مدرسے دمشق میں قائم کئے۔ اس کے انتقال کے بعد مزار سے ملحق ایک بڑا کتب خانہ قائم کیا گیا۔ اس کتب خانے کی ایک فہرست جامع استنبول سے ملی ہے۔ اس میں جملہ فنون پر مشتمل کتب موجود ہیں۔ آخر سے قدرے ناقص ہے۔ حروف ابجد کے لحاظ سے اس فہرست کی تقسیم ہے جس میں ۲۱۷۷ کتب ہیں۔ ابجدی اعتبار سے کسی فہرست یا مندرجات کی تیاری کوئی نیا طریقہ نہیں ہے بلکہ صدیوں سے مسلمانوں کے ہاں رائج ہے۔ فہرست ابجدی اعتبار سے ”م“ پر ختم ہو جاتی ہے۔ اس فہرست میں ہر کتاب کا نام اور اکثر مقلات پر مولف کا نام بھی ہے۔ ہر کتاب کے جملہ نسخوں کا ذکر ہے۔ دوسرے نسخے کی تفصیلات بتاتے وقت صرف یہ کہا ہے کہ ”دوسرا نسخہ“ اور پھر اگلی کتاب کا ذکر ہے۔ اس فہرست میں ضخامت کے اعتبار سے بھی کتب کی تقسیم ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ محققین کے ہاں یہ بھی ایک طریقہ رائج تھا۔ کتب میں ایک خط ہے یا متعدد خطوط ہیں، ان تمام کا تذکرہ و تفصیل ملتی ہے۔ ناقص ہونے کی صورت میں ”محمود فی آخرہ“ کے الفاظ ہیں۔ جامع میں جتنے بھی نسخے ہیں ان سب کا فرداً فرداً تذکرہ ہے۔

یہ فہرست اگرچہ منتشر انداز میں ہے اور مختلف ہے مگر اصول فہرست سازی کی پہلی جھلک اسی فہرست میں نظر آتی ہے۔

قدیم فہرست سازی کا دوسرے نمونہ وہ رجسٹریا فہرست ہے جو جامع القیروان تیونس سے متعلق ہے۔ فہرست سازی کی تاریخ میں یہ ایک انتہائی اہم دستاویز ہے۔ اس فہرست میں وہ کتب مندرج ہیں جو ۶۹۳ھ میں اس مکتبہ میں موجود تھیں۔ یہ فہرست مذکورہ کتب خانے کے سابقہ رجسٹر سے موازنہ کر کے تیار کی گئی ہے۔ اس مکتبہ کی اہمیت اس وجہ سے بڑھ جاتی ہے کہ یہاں پر رقوق و جلود کی متعدد اقسام ملتی ہیں جن پر قرآن مجید مکتوب ہیں اور تیسری چوتھی اور پانچویں صدی سے متعلق ہیں۔ ان چرمی اور رقوق نمونوں میں ان کی بناوٹ، دباغت، صقالت، تزئین اور

نقش و نگار کے علاوہ کوئی خط کا مغربی عرب میں ارتقاء، اقسام و روشنائی کی اقسام و سونے چاندی کے استعمال کا پتہ چلتا ہے۔

یہ فہرست پروفیسر ابراہیم شیوخ التونسی نے مجلہ ”معهد المخطوطات العربیہ الجزء“ الثانی من المجلد الثانی ۱۹۵۷ء شائع کیا۔ ان چرمی نمونوں پر قرآن مجید کی فہرست سازی کا جو اسلوب اختیار کیا گیا ہے وہ کچھ یوں ہے۔

”بخط کوفی فی رق مسطرة خمسة فی اول کل جزء منها محلاه بالنحاس المموه بالذهب فی سبعة اجزاء بالجرم الکبیر‘ مکتوبه بالذهب بخط کوفی فی رق الکحل۔ السور وعدد الاي والاحزاب بالفضه‘ مغشاه بالجلد المنقوش فوق اللوح‘ مبطنه بالحریر“

(ب)

ختمه قرآن فی اربعة اجزاء فی الطباق الکبیره من الکاغذ الشرقی‘ بخط کوفی مسطرة سبعة وذكر اسماء السور منها وعدد الاي والتنییه علی الاحزاب والاعشار والاحساس واکثر الضبط فی ذلك بالذهب مغشاه بالواح مبطنه و موجمة بالحریر الاخضر ترهل

و ختمه قرآن فی اربعة اجزاء‘ فی القالب الکبیر من الکاغذ الشرقی بخط شرقی۔ مذهب الاول والاخر وذكر اسماء السور و علامة الاي والاحزاب والاعشار بالذهب۔ مشهوره بخط ابن السباط۔ مغشى بجلد احمر منقوش علی اللوح‘ مبطن بالحریر الاصغر۔ ان جملہ مثالوں میں مندرجہ ذیل نکات نظر آتے ہیں۔

۱۔ قرآن مجید کے جتنے اجزاء یا پارے جو کتبیت شدہ ہیں۔ ان کا تذکرہ

۲۔ خط کی مختلف اقسام۔ مثلاً کوفی، مشرقی وغیرہ

۳۔ اوراق

۴۔ کاتب کا نام

۵۔ ورق کا سائز، بیج، سطریں

- ۶- تزئین و تزییب
- ۷- سورتیں اور تزئینی علامات
- ۸- رنگوں کی تعداد
- ۹- سورتوں کے نام، فہم و عشر وغیرہ
- ۱۰- نسخہ کی حالت
- ۱۱- مخطوطہ کی کیفیت
- ۱۲- جلد کی تفصیل
- ۱۳- وقف کا نشان

ان کتب کی فہارس جو علماء نے اپنی روایات میں بیان کیں۔

یہ وہ کتب ہیں جو علماء نے پڑھیں اور ان کی فہارس تیار کیں۔ اس نوع کی فہرست ایک مخطوطہ کی صورت میں مکتبہ ظاہریہ دمشق میں موجود ہے (نمبر ۱۸ ظاہریہ) اس فہرست کو محمد ابن احمد ابن محمد المالکی و اندلسی نے تیار کیا۔ مخطوطہ کے مطابق اس کا نام (تسمیہ ماورد بہ الخطیب البغدادی دمشق من روایہ من الاجزاء المسموعہ، والکبار المصنفہ و ماجری مجراہا مسوی الفوائد والامالی والمنثور) ہے۔ اس فہرست میں ان کتب کا تذکرہ ہے جو الخطیب البغدادی اپنے ساتھ دمشق لے گئے۔ اس فہرست میں تین نکات قتل غور ہیں۔

۱- مفسر نے کتب اور اس کے مولف کا تذکرہ کیا ہے۔

۲- کتابوں کے نام حروف ہجاء کے مطابق مرتب نہیں ہیں۔

۳- کتابوں کی ترتیب موضوعات کے اعتبار سے بھی نہیں ہے۔

اس فہرست میں جملہ ۴۷۴ کا تذکرہ ہے۔ قرآن سے حیات ہوتا ہے کہ مذکورہ نسخہ خطیب البغدادی کے آخری دنوں میں لکھا گیا۔ نسخہ مرتب ہو چکا ہے مگر اصل کے مطابق نہیں ہوا۔ کتابوں کی تقسیم موضوعات کے مطابق کی گئی ہے۔

اس نوع کی دوسری فہرست ”فہرست مارواہ عن شیوخہ من الدواوین المصنفہ فی ضروب العلم و انواع المعارف“ ہے۔

اسے ابو بکر محمد بن خیر بن عمر بن خلیفہ الاموی الاشعری نے ترتیب دیا ہے۔ یہ فہرست اسلامی مخطوطاتی تاریخ میں ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ متعدد قدیم اسلامی کتب کا تذکرہ ہے۔ اسے ایک

ہسپانوی مستشرق نے ۱۸۸۳ء میں مرتب کیا۔ اس میں دو ہزار سے زیادہ مخطوطات کا تذکرہ ہے۔

ان تمام کتب کو محمد بن خیر نے پڑھا اور روایت کیں۔ ان کی ترتیب کچھ یوں ہے۔

۱۔ علوم القرآن میں فاضل مولف نے جو کتب پڑھیں۔

۲۔ مؤلفات اور اس سے متعلقہ مواد

۳۔ سنن پر تالیفات اور صحابہ و تابعین کی روایات کا تذکرہ

۴۔ مسانید کا تذکرہ جو صحابہ و تابعین کی روایات کا تذکرہ

۵۔ مسانید کا تذکرہ جو ائمہ حدیث سے مروی ہیں۔

۶۔ تمام کتب حدیث خصوصاً مشہور احادیث پر مشتمل ہیں۔

۷۔ تمام کتب جو غریب حدیث اور اس کے معانی پر مشتمل ہیں۔

۸۔ مغل حدیث۔ تواریخ اور معرفہ الرجال پر مشتمل کتب۔

۹۔ سیرت اور انساب پر مشتمل کتب۔

۱۰۔ مالک ابن انس کی فقہ پر مشتمل کتب۔

۱۱۔ اصول الدین، اصول الفقہ اور فضل العلم پر مشتمل کتب

۱۲۔ کھانے پینے پر تالیف شدہ کتب کا تذکرہ

۱۳۔ وراثت پر مشتمل کتب کا تذکرہ

۱۴۔ زحد، تقویٰ اور رویا پر مشتمل کتب کا تذکرہ

۱۵۔ ابی بکر بن ابی الدنیا کی تالیفات کا تذکرہ

۱۶۔ ابی سعید بن الاعرابی کی تالیفات کا تذکرہ

۱۷۔ ابی بکر محمد بن الحسین الاجری کی تالیفات

۱۸۔ ابوذر عبد بن احمد المروئی کی تالیفات

۱۹۔ نحو، لغت، ادب اور محدثین پر مشتمل تالیفات کا تذکرہ

۲۰۔ حسن بن احمد بن عبد الغفار الفارسی کی تالیفات

۲۱۔ شعراء کی کتابوں کے نام، شعراء کے نام جو ابوعلی اسماعیل بن القاسم البغدادی کو اندلس سے

طے

۲۲۔ وہ شعراء اور کتب جن کا تذکرہ مروان بن سراج، ابوعلی الغسانی، ابوالمجذوب بن الاعلم اور

ابوعلی البخاری نے کیا ہے۔

۲۳۔ ان شیوخ کے نام جن سے مفرس نے پڑھا اور ان کی تالیفات کا مطالعہ کیا۔

۲۴۔ ان شیوخ کے نام جن سے روایت کی اور اجازت ملی۔

اس فہرست میں تین امور قاتل ذکر ہیں۔

۱۔ کتب کا نام اور مولف کا نام

۲۔ مولف تک سند کا ذکر

۳۔ موضوعات کے تحت کتب کا تذکرہ

اسی نوعیت کا دوسرا مخطوطہ دارالکتب المصریہ اور یورپ کی کسی لائبریری میں محفوظ ہے۔

اس کا نام ”صلت الخلف بموصول السلف“ ہے۔ محمد بن محمد ابن سلیمان الوسی الرودانی (۱۰۹۳ھ) نے لکھا ہے۔

### فہارس الکتب الموقوفہ

اس قبیل کی فہارس باقاعدہ کتب کی شکل میں نہیں ہوتی ہے بلکہ ”ضمنا“ کسی کتب میں

کسی بھی جگہ ہوتی ہے۔ اسعد پاشا العظمیٰ والی دمشق نے اپنے والد کے کتب خانے کی فہرست اسی

طرح تیار کروائی (۱۷۰۲/۱۶۱۵) اس فہرست میں ۱۸۷ مخطوطات ہیں جن کا موضوع ’تفسیر‘ ’حدیث‘

’اصول‘ ’فقہ‘ ’تاریخ‘ ’تراجم اور لغت وغیرہ۔

اس فہرست میں کتب کی تقسیم نہ تو الف بائی ہے اور نہ ہی موضوعاتی بلکہ بغیر ترتیب کے

ہے۔ اس کے برعکس وقف المکتبۃ الاحمدیہ، حلب کے مخطوطہ کی ایک کاپی معد المخطوطات میں

موجود ہے جو ۱۹۳۵ء میں کسی قدم فہرست سے نقل ہوتی ہے۔ اس میں کتب کی تقسیم فنون پر

ہے۔ ہر کتب کی تاریخ کتابت موجود ہے۔

### فہارس مولفات العلماء

اس نوع کی فہارس کی کافی تعداد ملتی ہے۔ اسے تین طبقات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ عالم اپنی تصنیف میں اپنی دیگر تصانیف کا تذکرہ کرے۔ مندرجہ ذیل اس کی مثالیں ہیں۔

الف۔ اساتذت ابن ابی الدنیا عبداللہ بن محمد (۲۸۱/۸۹۳) مخطوطہ کی شکل میں ظاہرہ

دمشق میں محفوظ ہے۔ الف بائی ترتیب ہے۔ اس میں کتابوں کے نام ملتے ہیں۔



- ب۔ ابوریحان البیرونی کی تصانیف کی فہرست جو چھپ چکی ہے۔
- ج۔ ابن عربی کی کتب کی فہرست جسے کوکیس عواد نے مجمع علمی العربی دمشق سے شائع کیا (جلد ۲۹، ۱۹۵۳-۱۹۵۵، ج ۳۰)۔
- د۔ جلال الدین السیوطی کی تالیفات کی فہرست۔ یہ چھپ چکی ہے اس کے مخطوطات مکتبہ اسکندریہ اور ظاہریہ میں موجود ہیں۔ فنون کے اعتبار سے مرتب ہے۔
- ہ۔ محمد بن طولون کے کتب کی فہرست جسے حام الدین القدسی نے ۱۳۳۸ میں دمشق سے شائع کیا۔ اس فہرست کا نام ”الفلک المشحون فی احوال محمد بن طولون“ ہے۔ اس میں مولفین کا تذکرہ کتابوں کے ساتھ آتا ہے۔

### ۲۔ عالم اپنی تالیف میں دیگر علماء کی تصانیف کا تذکرہ کرے

- الف۔ فہرست کتب محمد بن زکریا الرازی لیبیرونی ”سے الاثار الباقیہ عن القرون الخالیہ“ کے مقدمہ میں چھاپ چکا ہے۔
- ب۔ فہرست تصانیف ابن الجوزی، بسط ابن الجوزی۔ اسے ابن الجوزی کے پوتے نے اپنی کتب ”مراہ الزمان“ میں اپنے دادا کے حالات بیان کرنے کے بعد لکھا ہے۔ یہ حسب موضوعات مرتب ہے۔
- ج۔ فہرست تصانیف ابن تیمیہ للذہبی القیم الجوزی۔ یہ فہرست المجمع العلمی العربی دمشق میں چھپ چکی ہے۔ اس کی ترتیب بھی موضوعات کے اعتبار سے ہے۔
- د۔ فہرست مولفات احمد بن احمد السجلمی (۱۱۹۸ھ) لتلمیذہ علی بن سعد الیومی۔ فنون کے اعتبار سے مرتب ہے۔ دارالکتب المصریہ میں محفوظ ہے۔

### ۳۔ عالم اپنی تالیفات کا تذکرہ اپنے کسی اجازہ میں کر دے

- مولفات عبدالغنی التالیسی جسے عبدالغنی نے عبدالرحمن ابن محمد الشیرازی کو اجازہ دینے وقت تحریر کیا ہے۔ اس فہرست میں ۲۰۳ کتابوں کا تذکرہ ہے۔ فہرست مولفات السیوطی کا شمار ان فہرسٹ میں ہوتا ہے جن میں مفسرین مجہول الاسم ہیں۔

ان تمام فہرسٹ میں اکثریت ان کی ہے جن میں کتابوں کے نام اور فنون کے لحاظ سے مرتب ہیں۔ بعض فہرسٹ میں الف بائی ترتیب کے ساتھ بقیہ تفصیلات بھی ملتی ہیں جیسا کہ عدد

الدوراق و غیرہ۔

## عام فہارس کتب

اس ضمن میں دو فہارس کا تذکرہ نہایت ضروری ہے۔ ان ہر دو فہارس کا اسلامی ثقافت و اقدار سے گہرا تعلق ہے۔ علماء و محققین کے لئے نہایت مراجع ہیں۔ پہلی فہرست کی تالیف چوتھی صدی ہجری میں ہوئی جبکہ دوسری گیارہویں صدی ہجری میں۔

پہلی فہرست جو ”کتاب الفہرست للابن الندیم“ سے موسوم ہے، ۷۷۷ھ میں تالیف ہوئی۔ اس کی تاریخ و وقت میں اختلاف ہے۔ بعض مورخین کے نزدیک (صفہی، مقرزی، ذہبی) ۳۸۰ھ ہے۔ بعض کے نزدیک (ابن الجار) ۳۸۵ھ ہے۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ اس کتب میں بعض باتیں ایسی ہیں جو ابن الندیم کے مرنے کے بعد وقوع پذیر ہوئیں۔ مثل کے طور پر اس کتب کے مطابق ابن الندیم ابن جنی کی تاریخ و وقت ۳۹۳ھ بتاتے ہیں اور ابن نہایت کی وفات چار سو ہجری کے بعد ہے۔ یہاں دو باتیں ذہن میں آتی ہیں یا تو مورخین نے ابن الندیم کی تاریخ و وقت کا غلط تعین کیا ہے یا اس کتب میں اضافہ کیا گیا ہے۔

ابن الندیم و راق تھے۔ کتابیں لکھتے تھے، ان کی تصحیح کرتے تھے۔ جلد بندی کرتے تھے اور انہیں بیچتے تھے۔ اس زمانے میں اکثر علماء اس پیشے سے وابستگی کو افتخار سمجھتے تھے۔ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ اس پیشے نے ابن الندیم کو کتابوں کے ناموں کی تسجیل پر راغب کیا جو اس زمانے میں معروف تھیں۔ ابن الندیم اپنے مقدمہ میں کہتا ہے۔

(ترجمہ) ”یہ فہرست کتب ہے جو عرب و عجم سے تعلق رکھتی ہے۔ تمام فنون میں، مولفین کے حالات و طبقات، ان کے اسباب، تاریخ پیدائش، عمر کا تعین، اوقات و وقت، وطن، ان کے فضائل و مناقب، ہر علم کی ابتداء سے اب تک یعنی تین سو چھتر (۶۷۳) کے تمام علوم پر کتب اور ان کے مولفین کا ذکر۔“

ابن الندیم نے اپنی کتب کو موضوعات کے اعتبار سے مرتب کیا۔ یہ تمام موضوعات مختلف عنوانات پر مشتمل مقالات میں پیش کیا۔

- ۱۔ پہلا مقالہ۔ عرب و عجم کی زبانیں۔ ان کے لکھنے کے انداز، مختلف خطوط اور ان کی اشکال۔ آسانی کتب، قرآن مجید کے تمام علوم اور ان کے مصنفین۔
- ۲۔ دوسرا مقالہ۔ نحویین اور ماہر لسانیات

- ۳- تیسرا مقالہ۔ اخبار الاخیاریین، روایان، نسائین، اصحاب السیر، اور ان کی کتب کے نام۔
- ۴- چوتھا مقالہ۔ شعر و شعراء
- ۵- پانچواں مقالہ۔ اسلامی فلسفہ و علم الکلام
- ۶- چھٹا مقالہ۔ حدیث، محدثین، فقہ، فقہاء
- ۷- ساتواں مقالہ۔ قدیم علوم اور فلسفہ
- ۸- آٹھواں مقالہ۔ اسماء، جلو، جلوگر اور ان پر کتب کی تصانیف
- ۹- نواں مقالہ۔ مذاہب اور عقائد
- ۱۰- دسواں مقالہ۔ کیمیاگر، قدیم و جدید فلاسفہ اور ان کی کتب

ابن الندیم نے اگرچہ موضوعات کی ترتیب رکھی ہے مگر الف بائی ترتیب نہیں ہے۔ مولفین کے سلسلے میں بھی کوئی ترتیب نہیں ہے۔ اس فہرست میں چھ ہزار چار سو (۶۴۰۰) کتب کا ذکر ہے۔

دوسری فہرست سات صدیوں کے بعد تصنیف ہوئی۔ اس کا نام ”کشف الظنون عن اسامی الکتب والفتون“ ہے۔ مصطفیٰ بن عبداللہ المشہور بحاجی خلیفہ یا کاتب علمی اس کے مصنف ہیں۔ اسلامی علوم و ثقافت میں اس کا بلند و بالا مقام ہے۔ ترکی کے علماء نے اسلامی ورثہ کے جتنے شعبوں میں خدمت و کارنامے انجام دیئے ہیں، ان میں یہ سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ ابن الندیم کی طرح حاجی خلیفہ وراق نہیں تھے۔ بلکہ ایک جید عالم تھے۔ شام کے سفر میں شہر حلب کے وراقوں اور کتابوں سے اسماء کتب حاصل کیں۔ خزائن الکتب حلب میں کام کیا۔ جہاں کہیں کتب کا پتہ چلتا وہاں پہنچ جاتے۔ ترکی واپس آنے پر کتابوں کے اسماء کی تدوین کی۔ کتب التواریخ، طبقت و وفیات پر بالخصوص کام کیا۔ اپنا ذاتی پیسہ خرچ کر کے بیس سال میں کتب کو مکمل کیا۔ ایسی کتب نہ پہلے لکھی گئی نہ بعد میں۔ اس کتب میں پندرہ ہزار کتابوں کا تذکرہ ہے۔

حاجی خلیفہ نے اپنی کتب کی ترتیب اس طرح کی ہے۔

- ۱- تمام ابجدی اعتبار سے مرتب ہیں۔
- ۲- اکثر مقلت پر کتب کے آغاز کو نقل کیا ہے۔ کبھی خاتمہ الکتب بھی لکھا ہے۔

- ۳- کتاب کی تالیف کی وجہ اور تاریخ تالیف
  - ۴- کتاب کے فصول و ابواب کو بیان کیا ہے۔
  - ۵- مولفین کے وفیات اکثر مقلت پر بیان کیا ہے۔
  - ۶- اختصار اختیار کرتے وقت کتاب کا نام، مولف کا نام، سن وفات مولف۔
  - ۷- اہم کتاب کے سلسلے میں کتاب کا نام، شروحات، تعلیقات، ذیول اور مطبوعات بتائی ہیں۔
  - ۸- بعض اوقات کتاب کے بارے میں اپنی رائے بھی دیتے ہیں۔
  - ۹- اوراق کی تعداد، کراریس وغیرہ بھی بتاتے ہیں۔
  - ۱۰- ترکی زبان مترجم کا تذکرہ
  - ۱۱- اسلامی موضوعات کے حوالے سے فارسی اور ترکی کتابوں کا تذکرہ
  - ۱۲- پادشاہوں اور سلاطین کو تحفہ دی ہوئی کتابوں کا تذکرہ۔
- مندرجہ بالا جملہ نکات کو دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ حلی خلیفہ اسلامی دنیا میں اسلامی مخطوطات کی فہرست سازی میں اولیت رکھتے ہیں۔

### یورپ میں فہرست سازی

یورپ میں فہرست سازی کی ابتداء یورپین نے نہیں کی بلکہ عرب مستشرقین نے کی ہے۔ یورپ میں پہلی فہرست مخطوطات اٹلی کے شرفورنس میں تیار ہوئی جسے ایک لبنانی مسیحی راہب نے بنایا، جس کا پورا نام، "اسطغان عواد السمطی" تھا۔ اس کی تاریخ ۱۷۴۲ء ہے۔ اس اولیت یورپین فہرست کا عنوان

Assemani (S.E), Bibliotheca Medicae Laurentianae et Palatinae

Cadicum Manuscriptorum Orientalium Catalogus, Florence, 1742.

اسی راہب نے دوسرے راہب کے اشتراک سے جس کا نام یوسف شمعون تھا، مکتبہ الفاتیخان کے مخطوطات کی فہرست تیار کی ہے۔ اس کا عنوان

Assemanus (S.E. et J.S) Bibliotheca Apostolicae Vaticanae Codicum

Manuscriptorum Catalogus, Pars 1, t.1, Roma 1756

یورپ کی تیسری فہرست مخطوطات اسپین میں تیار ہوئی۔ اسے بھی ایک لبنانی راہب میشل

الغزیری نے مرتب کی۔ یہ فہرست ڈریڈ سے ۱۷۶۰ء - ۱۷۷۰ء میں چھپی جو دو جلدوں پر مشتمل تھی۔

اس کے بعد فہرست سازی کی ایک مسلسل اور طویل قطار نظر آتی ہے جس میں عربی کے علاوہ فارسی، سریانی اور ترکی شامل ہیں۔ سینین کے اعتبار فہرستوں کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۷۷۸ء مکتبہ کاسل جرمنی

Wepler, J.H., Nachricht von den auf hoch furstlichen Bibliothek  
befindlichen morgenlan-dischen Handschriften, Cassel, 1778.

۱۷۸۶ء: کتب خانہ نور مبرگ جرمنی

۱۷۸۷ء: کتب خانہ آکسفورڈ

J. Uri, Bibliothecae Bodleinae Codicum manuscriptorum orientalium  
Catalogus, Pars, Prima, Oxford, 1787

اٹھارہویں صدی عیسوی میں اس کے بعد کوئی فہرست نظر نہیں آتی۔ انیسویں صدی عیسوی میں فہرست سازی کی ایک لمبی لائن نظر آتی ہے۔

جرمنی کے شہر روستوک	۱۸۱۷ء
اٹلی کے شہر میلانو	۱۸۲۶ء
	۱۹۳۹ء
جرمنی کے شہر ڈریڈ	۱۸۳۱ء
جرمنی	۱۸۳۷ء
برطانیہ کے شہر لندن	۱۸۳۸ء
جرمنی	۱۸۳۸ء
روس کے شہر ماسکو	۱۸۳۶ء
برطانیہ، برٹش میوزیم	۱۸۳۶ء
سویڈن	۱۸۵۰ء
امریکہ	۱۸۵۰ء
پرتگال	۱۸۵۰ء

سوئڈن	۱۸۵۰-۳۹ء
ڈنمارک	۱۸۵۱ء
جرمنی	۱۸۵۲ء
روس	۱۸۵۳ء، ۱۸۶۵ء، ۱۸۷۰ء، ۱۸۷۱ء، ۱۸۸۱ء، ۱۸۹۳ء
روس	۱۸۵۳-۵۵ء
جرمنی	۱۸۶۳ء
	۱۸۷۶ء
جرمنی	۱۸۷۱ء
برطانیہ، ٹرینیٹی کالج	۱۸۷۰ء
سوئزرلینڈ	۱۸۷۵ء
اطلی	۱۸۷۶-۷۷ء
جرمنی	۱۸۷۶-۱۸۸۱ء
جرمنی، فریگفرت	۱۸۷۷ء
جرمنی	۱۸۷۷-۱۸۹۲ء
بلغاریہ	۱۸۸۰-۱۸۸۱ء
فرانس-پیرس	۱۸۸۳-۱۸۹۳ء
اسپین	۱۸۸۳ء
جرمنی	۱۸۸۷-۱۸۹۹ء
ہالینڈ	۱۸۸۸ء
جرمنی	۱۸۹۳ء
پرنسٹن	۱۸۹۳ء
اسپین	۱۸۹۸ء

یہ مخطوطات کی وہ فہرستوں کے اواخر یورپ میں مختلف اداروں کے تحت چھپتی رہیں۔ ان فہرستوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مستشرقین نے اسلامی مخطوطات پر جتنا کام کیا ہے وہ مسلمانوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔

اس کے بعد جتنی فہارس ہمارے سامنے آتی ہیں وہ واجد اجارج کی کتب

Vajda, George, Repertoire des catalogues et inventaires

de MSS arabes, Paris, 1949

- Huisman, A. J.W., Les Manuscrits Arabes dans le Monde, Leiden, 1967

مستشرقین نے فہرست سازی میں کوئی ایک طریقہ اختیار کیا نہ ہی ایک زبان استعمال کی۔ اسلامی مخطوطات کی فہارس لاطینی، جرمنی، فرانسیسی اور انگریزی میں ملتی ہیں جو اسلوب کے لحاظ سے ایک دوسرے سے قطعی مختلف ہیں۔ یورپی فہرست سازی کو مندرجہ ذیل طریقوں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

- ۱۔ کتب کا نام، مصنف کا نام، مخطوطہ کا مخصوص نمبر، اوراق کی تعداد اور فن جس سے متعلق مخطوطہ ہے۔ واجد کی فہرست سازی کا یہی طریقہ تھا۔ کتب، تاریخ، کتبیت اور موضوع کے ساتھ اضافے کے ساتھ، حشریٹی ڈیٹن کا ذخیرہ دیکھا جاسکتا ہے۔
- ۲۔ دوسری قسم تفصیلی فہارس کی ہے جس میں مولف، کتب، اوراق، سطور، خط کی نوعیت، کتب کا آغاز اور خاتمہ، تاریخ کتبیت، اور جمل سے خریدی گئی جیسی معلومات ہیں۔ جامعہ پرنسٹن کی فہرست جو Philip نے مرتب کی ہے، اس کی مثال ہے۔
- ۳۔ تیسری نوعیت کی فہرست سازی زیادہ تفصیل سے ہے۔ اس میں کتب کا نام و مولف کے نام کے ساتھ ساتھ کتب کے ابواب پوری تفصیل سے بتائی گئی ہیں۔ برلن کے مخطوطات کی فہرست اس کی واضح مثال ہیں۔

### اسلامی دنیا میں فہرست سازی

کتب خانہ ابراہیم پاشا داملا استنبول کی فہرست کتب قدیم ترین ہے، جو ۱۸۳۳/۳۷۹ء میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد کتب خانہ راغب پاشا کی فہرست ہے جو ۱۸۸۵ء میں شائع ہوئی۔ تونس میں کتب خانہ صلوٰیہ کی فہرست ۱۸۷۵/۳۹۲ء میں شائع ہوئی۔ کتب خانہ خدیو کی فہرست بھی اسی سال شائع ہوئی۔ ۱۸۸۱/۳۹۹ء میں کتب خانہ عمومی دمشق کی فہرست شائع ہوئی۔ سلطان عبدالحمید ثانی کے حکم سے استنبول کے کتب خانوں کی فہرستیں بنی شروع ہوئیں۔ ۱۳۰۰ھ میں اسعد آقادی قرہ جلی زادہ، امیر خوجہ، مرشاہ سلطان، فرار حمیدیہ کی فہارس چھپیں۔ ۱۸۸۵/۳۰۳ء میں فہرست

کتب خانہ کو برولی پھرایا صوفیا کی فہارس ۱۸۳۰ء/۱۸۸۶ء، عاشر آقندی ۱۸۸۸/۱۳۰۶ پھر سلیمانیاہ کی فہرست ۱۸۹۲/۱۳۳۱ میں شائع ہوئی۔ قاہرہ میں ۱۸۸۸/۱۳۰۶ء سے خدیو کتب خانہ کی نئی فہارس بنانا شروع کر دیں۔ دیگر عرب ممالک میں بھی فہارس کی تیاری شروع ہوئی اس کی تفصیل یوں ہے۔

- ۱۔ فہرست المخطوطات العربیہ فی مسجد الجزائر الکبیر (الجزائر ۱۹۰۹ء) منہرس: محمد بن شنب
- ۲۔ لوئیس شیخو کی تیار کردہ فہرست مخطوطات المكتبة الشریفہ بجامعة القدریس یوسف، بیروت (۱۹۳۳ء)
- ۳۔ ابراہیم حرفوش کی تیار کردہ فہرست ”مخطوطات کتب خانہ مارونیاہ“ حلب (۱۹۳۲ء)
- ۴۔ دارالکتب المصریہ کی فہرست (۱۹۲۳ - ۱۹۲۷)
- ۵۔ داؤد جلسی کی فہرست مخطوطات۔ موصل (۱۹۲۷ء)
- ۶۔ یوسف الحس کی تیار کردہ فہرست دارالکتب اللہاہریہ دمشق (۱۹۲۷ء)
- ۷۔ کورکیس عواد کی تیار کردہ ”قدم المخطوطات فی خزائن الاوقاف العامہ بخضاد (جملہ سوم، الرابع ۱۹۲۷-۱۹۳۸)
- ۸۔ دارالکتب المصریہ کی فہرست تیوریہ کتب خانہ جزء اول (۱۹۳۸)
- ۹۔ اسعد طلس کے اکشاف عن خزائن الاوقاف (بخداد۔ ۱۹۵۳)
- ۱۰۔ محمد بن تویت اللنجی اور فواد سید کی تیار کردہ فہرست مخطوطات المصورہ۔ محمد المخطوطات، خبرہ اول، قاہرہ۔ ۱۹۵۳ء ج اول
- ۱۱۔ ی۔ علوش اور عبداللہ الرجاتی کی تیار کردہ فہرست مخطوطات العربیہ، کتب خانہ عامہ، رباط۔ ۱۹۵۳ء ج اول
- ۱۲۔ لطفی عبدالبدیع کی فہرست مخطوطات المصورہ، قاہرہ (۱۹۵۶)
- ۱۳۔ دارالکتب المصریہ کی فہرست مصطلح الحدیث، قاہرہ (۱۹۵۶)
- ۱۴۔ فواد سید کی فہرست مخطوطات المصورہ، قاہرہ (۱۹۵۷)
- ۱۵۔ فہرست مخطوطات المصورہ۔ قاہرہ (۱۹۵۸) العلوم
- ۱۶۔ ابراہیم شیبوح کی فہرست مخطوطات المصورہ، قاہرہ (۱۹۵۹) الطب
- ۱۷۔ صلاح الدین المنجد کی فہرست مخطوطات کتب خانہ امپوزیانہ، میلانو، اٹلی (قاہرہ۔ ۱۹۶۰)



## فہرست سازی کے لئے شرائط اور اس کے اصول

- مطبوعہ کتب کی فہرست سازی اور مخطوطات کی فہرست سازی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مخطوطات میں فہرست سازی کے لئے ماہرین نے جو شرائط پیش کی ہیں ان میں دو نکات انتہائی اہم ہیں۔
- ۱- مخطوطات کی طرف میلان ہو، بلکہ عشق ہو
  - ۲- فنی استعداد ہو۔ اس سلسلے میں تمام قدیم علوم و فنون پر دسترس ہو۔

مخطوطات سے الفت و محبت انتہائی ضروری ہے۔ عام طور پر مخطوطات پر کام کرنا انتہائی مشکل ہے۔ عموماً "مخطوطات سالہا سال سے ایک ہی جگہ پڑے ہوتے ہیں۔ بعض حضرات اسے اس لئے پوشیدہ رکھتے ہیں کہ آباء کی چھوڑی ہوئی نشانیاں کوئی چرا نہ لے۔ موسمی اثرات کی وجہ سے اس کے اوراق بوسیدہ ہو جاتے ہیں، کیڑے لگ جاتے ہیں۔ نتیجہ" جب یہ مخطوطات کسی کتب خانہ یا عجائب گھر میں آتے ہیں تو ان کی حالت اکثر و بیشتر خراب ہوتی ہے۔ بعض کتب خانوں میں ۷۰ اور ۸۰ کی دہائی میں مخطوطات کو کیڑے مارا یا جراثیم کش ادویات لگا کر محفوظ کیا جاتا تھا۔ اس وقت وہ ادویات کیڑوں کے لئے قطعاً نقصان دہ نہیں ہیں لیکن انسانی صحت کے لئے انتہائی مضر ہیں۔ کتب خانوں اور عجائب گھروں میں پچھلے بیس سال سے کوئی قابل قدر کام نہیں ہوا۔ جو کام نظر آتا ہے وہ ان متعلقہ اداروں سے باہر کے کتب شناس حضرات نے انجام دیا ہے۔ مخطوطات کے سلسلے میں جب تک متعلقہ علماء حضرات بذات خود دلچسپی نہیں لیں گے، کام کی رفتار انتہائی ست رہے گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ مخطوطات پر کام کرنے کا شوق پیدا کیا جائے اور جو کچھ محققین کی نظر سے پوشیدہ ہے وہ سامنے لایا جائے۔

جہاں تک فنی استعداد کا تعلق ہے تو یہ ایک دن میں کبھی بھی نہیں آتی۔ ہمارے ملک میں فہرست سازی ایک علم کی حیثیت سے کہیں بھی نہیں پڑھائی جاتی۔ جبکہ ترکی، ایران، اور مصر جیسے ممالک میں اسے ایک سائنس کا درجہ ملا ہے۔ سعودی عرب نے شاہ فیصل فاؤنڈیشن قائم کر کے اس میں مخطوطات کا ایک عظیم پروجیکٹ متعارف کرایا ہے جہاں دنیا بھر سے مخطوطات کے سلسلے میں معلومات اکٹھی کی جاتی ہیں۔ الفرقان فاؤنڈیشن لندن کا قیام مخطوطات کی حفاظت کے لئے وجود میں آیا ہے۔ اس ادارے نے اب تک فہرست کی چار مطبوعات سامنے لائی ہیں۔ دنیا بھر میں مخطوطات سے متعلق ماہرین متعارف کرائے ہیں اور انہیں سائنسی بنیادوں پر تربیت دی ہے۔

مخطوطات پر مہارت حاصل کرنے کے لئے وقت درکار ہوتا ہے۔ مخطوطات اپنے دیکھنے والوں کو خود مجبور کرتے ہیں کہ وہ مزید دیکھیں اور مزید تحقیق کریں۔ مخطوطات کا میدان دراصل اسلامی ثقافت کا میدان ہے۔ مخطوطاتی ثقافت جو مرحلہ وار اور مختلف اوقات میں پروان چڑھی ہے۔ اسے پروان چڑھانے میں قراء، محدثین، مفسرین، فقہاء، فلاسفہ، اطباء، علماء، ادباء، لغویین، شعراء، ریاضی دان، ہیئت دان، مورخین، جغرافیہ دان، وراقین، مفسرین، خطاطین، کاتبین اور مند سین کا پورا پورا حصہ ہے۔

فہرست نگار جب مخطوطہ ہاتھ میں لیتا ہے تو یقیناً مخطوطہ ان موضوعات میں سے کسی موضوع پر ہوتا ہے۔ بعض اوقات مخطوطہ کا نام فوراً مل جاتا ہے۔ کبھی کبھار تلاش کرنا پڑتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مولف یا کتاب کا نام پہلی دفعہ سامنے آتا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اوراق پلٹنے کے بلوجود موضوع کا تعین نہیں ہوتا۔ مفرس بڑا پریشان ہو جاتا ہے۔ اگر چاہت ہوتی ہے، تجسس ہوتا ہے تو تحقیق جاری رہتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ وقت آ جاتا ہے جب مفرس فہرست سازی میں مشغول ہو جاتا ہے۔

ہمارے ملک میں بد قسمتی یہ ہے کہ جو مفرسین ہیں وہ پچانوئیں فیصد ان مندرجہ بالا علوم سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اکثریت یا تو ادب سے تعلق رکھتی ہے یا تاریخ سے۔ زبان دہانی ایک الگ مسئلہ ہے۔ برصغیر پاک و ہند، افغانستان اور وسطی ایشیا میں مخطوطات کی اکثریت درس نظامی میں داخل نصاب کتب کی ہوتی ہیں۔ ریاضی، ہندسہ، علم ہیئت، علم النجوم وغیرہ بھی کبھی درس نظامی میں داخل تھے۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ درس نظامی کتب پر شیوخ، حواشی اور تعلیقات اس رفتار سے نہیں چھپی ہیں جیسا کہ تاریخ اور ادب کی کتب ایڈٹ ہو کر چھپی ہیں۔

جو حضرات درس نظامی کے فارغ التحصیل ہیں وہ بد قسمتی سے کتب شناسی سے قطعی نااہل ہوتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف کتب شناسوں کی بھاری اکثریت کتب درس نظامی سے ناواقف ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے علماء کتب شناس تیار کئے جائیں جو ان علوم و فنون پر حاوی ہوں۔ ورنہ مخطوطات پر ملاحظہ کام کبھی بھی نہیں ہو سکے گا۔

فہرست سازی کے لئے ضروری ہے کہ مندرجہ ذیل امور کو مد نظر رکھا جائے۔ یہ کم از کم اصول و ضوابط ہیں۔

۱۔ کتب کا نام جس طرح مخطوطہ میں دیا گیا ہے

۲۔ مولف کا پورا نام، اس کی دیگر تالیفات کا ذکر اگر موجود ہیں۔

۳۔ آغاز کتاب

۴۔ خاتمہ کتاب

۵۔ اوراق کی تعداد، فی صفحہ سطریں، سائز

۶۔ خط اور روشنائی

۷۔ کتاب کا نام، کتابت کی تاریخ

۸۔ جلد

۹۔ مخطوطہ کس طرح پہنچا

۱۰۔ کیفیت

۱۱۔ مولف و کتاب کے بارے میں مصلوہ

۱۲۔ مخطوطہ کا کتب خانے کا نمبر

۱۔ مخطوطہ کا نام

مخطوطہ کا نام عموماً "کتب کے پہلے صفحہ میں مل جاتا ہے اور اکثر کتب کے مقدمہ میں مل جاتا ہے۔ کبھی کبھار نام آخر میں دے دیا جاتا ہے۔ نام کی تصحیح کے لئے مراجع کی کتب سے استفادہ کرنا چاہیے۔

۲۔ مولف کا نام

مخطوطہ میں مولف کا نام جس طرح آیا ہے من و عن اسی طرح نقل کرنا چاہیے۔ اپنی طرف سے نہ تو زیادتی ہونی چاہیے نہ ہی کمی۔ مفرس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ کنیت و لقب نقل کرے۔ مولف کے نام کی تائید بھی تاریخی حوالے سے دیکھنی چاہیے۔ اس کے لئے معجم المؤلفین، یا الاعلام سے مدد حاصل کرے۔ "التراث العربی" یا بروکلین بھی معلون ثابت ہو سکتے ہیں۔ مولف کی تاریخ پیدائش و وفات بین القوسین ہونی چاہیے۔ ہجری اور میلادی ہوں تو بہتر ہے۔ اگر مولف کی تاریخ نہیں ملتی تو پھر اس زمانے کو درج کرے جس میں مولف تھا۔

کتب کا آغاز

آغاز سے یہ فائدہ ہے کہ اس مخطوطہ کی صحت کا پتہ چلتا ہے اور کتب کی ابتداء معلوم ہو جاتی ہے۔ اب تک عموماً یہی طریقہ رہا ہے کہ اعوذ باللہ، بسم اللہ کے بعد خطبہ نقل کیا جاتا تھا۔ الفرقان فاؤنڈیشن نے اس انداز کو بدل دیا ہے۔ وہ اس طرح لکھتے ہیں۔

"اول المخطوط بما بعد البسملة والاضیلة"

۳۔ خاتمہ

دعائیہ کلمات اور تاریخ سے پہلے کتب کی آخری عبارت خاتمہ کھلائے گی۔

۵۔ اوراق کی تعداد اور اس کی قسم

اوراق کی تعداد بالکل صحیح ہونی چاہیے۔ ورقہ جس کا متبادل انگریزی میں Folio ہے۔ دو صفحات پر مشتمل ہوتا ہے، پہلا صفحہ "وجه" یا Recto کہلاتا ہے جبکہ دوسرا "ظہر" یا Verso کہلاتا ہے۔ اگر مخطوطہ پر اوراق کے نمبر نہ لگے ہوں تو لکھ لینے چاہئیں۔ سطریں کتنی ہیں ان کی تعداد انی صفحہ ہونی چاہیے۔ صفحہ کا قیاس (ناپ) سطر کی لمبائی، حاشیہ کا ناپ ہو۔ اگر مفرس تجربہ کار ہو تو کلغذ کی قسم اور جہاں صنعت کا تعین کرے۔

۶۔ خط

مفرس کو مخطوطہ سے کما حقہ علم ہونا چاہیے۔ خط کو واضح طور پر لکھنا چاہیے۔ یہ نہیں لکھنا چاہیے

کہ ”صاف خط“ ”اچھا خط“ ”عام خط“ یا ”موجہ خط“۔ اگر نسخہ معصف کے ہاتھ کا ہو تو اسے ضرور بتائے  
ایسا نسخہ قیمتی ہوتا ہے، روشنائی بتائے، اعراب کا تذکرہ کرے۔

### ۷۔ کاتب اور تاریخ

کاتب کے نام کی موجودگی سے کئی اشارات ملتے ہیں۔ تاریخ جس طرح دی ہے اسی طرح نقل کر کے  
میلادی تاریخ کا قائل بھی بتائے۔ اگر کاتب کی تاریخ وقت معلوم ہے، اسے ضرور بتانا چاہیے۔ اگر مخطوطہ  
پر تاریخ نہ ہو تو قرآن اور تاریخی شواہد سے تاریخ کا تعین کرنا چاہیے۔

### ۸۔ جلد

جلد کی موجودگی سے دو باتوں کا پتہ چل جاتا ہے۔

۱۔ مخطوطے کی عمر ۲۔ جلد کی صنعت کی تاریخ

مسلمانوں کو مخطوطات کے ساتھ ساتھ جلد سازی پر بھی توجہ رہی ہے۔ جس طرح مخطوطہ بعض  
اوقات اپنے رنگوں، تزئین و آرائش تزییب سے پہچان لیا جاتا ہے اسی طرح جلد پر مختلف نقش و نگار،  
مصورانہ خطاطی وغیرہ ہوتی ہے۔ مفرس کو چاہیے کہ وہ جلد سازی کے مختلف ادوار کا مطالعہ کرے۔ تاکہ  
جلد کی نوعیت کا تعین کر سکے۔

### ۹۔ مخطوطہ جہل سے آیا ہے

مفرس کو چاہیے کہ مخطوطے کی سابقہ تاریخ کو جاننے کی کوشش کرے۔ اگر کسی لائبریری کی  
زہمت بنا تھا اس کا تذکرہ کرے۔ کسی بڑے آدمی نے اپنے تاثرات لکھے ہیں ان کا ذکر کرے۔

### ۱۰۔ کیفیت

مخطوطے کے سلسلے میں یہ حصہ اہم ہوتا ہے۔ مخطوطے کی جملہ صفات یہاں درج ہوتی ہیں۔

### مراجع

مفرس کو مراجع کی کتب اپنے قریب رکھنی چاہیے۔ تاکہ کتاب اور اس کے مولف کے علاوہ  
متعلقہ معلومات آسانی سے مل سکیں۔ اس سلسلے میں کشف الظنون، معجم المؤلفین، الاعلام ضروری  
ہیں۔ مفرس مزید گہری تحقیق کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ قدیم کتب مصور سے استفادہ کرے۔  
بروکلین کی تاریخ ادب عربی بھی نہایت اہم ہے۔ تاریخ التراث العربی، فواد سیزگین اور معجم المطبوعات،  
سرکس بھی اہم ہیں۔